فتنۂ دجال اور مقتلِ دجال کی تحقیق احادیث نبوی کے تناظر میں

Research Study on Fitna-e-Dajjal and The place of His killing, In The lights of Ahadees-e-Nabavi

Dr.Riasat Ali
Lecturer Islamic Studies(GDG) Collage, Ibrahim Haidari, Korangi, Karachi
Email: mriasatali81@gmail.com

Dr.Asad Ullah
Assistant professor Department of Quraan wa Sunnah, Faculty of Islamic Studies
Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Karachi.
Email: asadm282@gmail.com

Abstract
It is narrated that the descension of Jesus (Isa) will occur after the appearance of the anti-Christ. He will kill anti-Christ. Where will he kill the anti-Christ? According to the narrations, there are two places: 1. The gate of Lydda 2.Aqba Afeeq. Some scholars have doubted the authenticity of such narrations due to the presence of the anti-Christ's killing. Therefor, they held the narrations relating to the anti-Christ objectionable and negated the appearance of anti-Christ. In following pages, a research based analysis regarding the place of the execution of anti-Christ is presented which states that there is no defect in the text of narrations.
Keywords: Anti-Christ, The gate of Lydda, Aqba Afeeq, Defect.

ظہورِ دجال قیامت کی بڑی علامات (علاماتِ کبری) میں سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس بڑے فتنہ کے شر سے آگاہ کرنے اور اس کے بارے میں محتاط اور باخبر رکھنے کے لئے متعدد روایات میں دجال کے ظہور، اس کے ظاہری حلیہ، اس کی فتنہ انگیزیوں اور مقامِ ظہور اور مقامِ قتل کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ روایاتِ حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ ظہورِ دجال کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہو گا۔ آپ دنیا میں تشریف لا کر دینِ اسلام کی دعوت دیں گے اور دجال کو قتل کر کے دنیا کو فتنوں سے پاک کر دیں گے۔ حضرت عیسی علیہ السلام دجال کو کہاں قتل کریں گے؟ اس بارے میں روایات میں دو مقامات کا ذکر ملتا ہے۔ ایک مقام "لُد" نامی دروازے کے پاس اور دوسرا "افیق" نامی گھاٹی (عَقبۂ اَفیق)۔ مقتلِ دجال سے متعلق دو الگ الگ ناموں کے ذکر کی بنا پر بعض حضرات نے ان روایات کو ناقابلِ اعتبار قرار دے کر سرے سے خروجِ دجال کی ہی نفی کی ہے۔[1]

زیرِ نظر مضمون میں دجال کے مقامِ قتل کا روایاتِ حدیث کے تناظر میں تحقیقی جائزہ لے کر روایات میں تطبیق کی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔

قتل گاہِ دجال سے متعلق روایات:

قتل گاہِ دجال سے متعلق روایات میں دو مقام کا ذکر ملتا ہے، ایک بابِ لد اور دوسرا عقبۂ افیق۔ ذیل میں ان دونوں مقامات سے متعلق روایات مختصراً ذکر کی جاتی ہیں:

بابِ لُد کی روایت:

"عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ ... فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ". (2)

ترجمہ: "حضرت نواس بن سمعانؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کو آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر کیا۔ اسے حقیر بھی ظاہر فرمایا اور اس (کے فتنہ) کو بہت بڑا بھی ظاہر فرمایا...[آگے حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا] دجال اسی حالت میں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو نازل کریں گے۔ وہ دمشق شہر کی مشرقی جانب زرد رنگ کا لباس پہنے، اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ جب عیسیٰ (علیہ السلام) اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ٹپکیں گے۔ جس کافر کو ان کی خوشبو پہنچے گی اس کے لئے زندہ رہنا ممکن نہ ہو گا، وہ فوراً مر جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کرتے ہوئے لد کے دروازے پر اسے آلیں گے اور وہیں اسے قتل کریں گے۔"

ایک اور روایت میں ہے:

"عن أبي هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم يقتل عيسى بن مريم عليه السلام الدجال دون باب لد بسبعة عشر ذراعا" (3)

ترجمہ: "عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دجال کو لد کے دروازے سے سترہ گز پرے قتل کریں گے۔"

افیق گھاٹی (عقبہ افیق) کی روایت:

دوسری روایت جس میں دجال کے مقام افیق پر قتل ہونے کا ذکر ہے درج ذیل ہے:

"عَنْ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: " أَلَا إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا حَذَّرَ الدَّجَّالَ أُمَّتَهُ، وَهُوَ أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُسْرَى، بِعَيْنِهِ الْيُمْنَى ظُفْرَةٌ غَلِيظَةٌ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَخْرُجُ مَعَهُ وَادِيَانِ: أَحَدُهُمَا جَنَّةٌ، وَالْآخَرُ نَارٌ، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ، مَعَهُ مَلَكَانِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُشْبِهَانِ نَبِيَّيْنِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، لَوْ شِئْتُ سَمَّيْتُهُمَا بِأَسْمَائِهِمَا وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمَا، وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، وَذَلِكَ فِتْنَةٌ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟ أَلَسْتُ أُحْيِي وَأُمِيتُ ؟ فَيَقُولُ لَهُ أَحَدُ الْمَلَكَيْنِ: كَذَبْتَ . مَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ إِلَّا صَاحِبُهُ، فَيَقُولُ لَهُ: صَدَقْتَ . فَيَسْمَعُهُ النَّاسُ فَيَظُنُّونَ إِنَّمَا يُصَدِّقُ الدَّجَّالَ، وَذَلِكَ فِتْنَةٌ، ثُمَّ يَسِيرُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَدِينَةَ فَلَا يُؤْذَنُ لَهُ فِيهَا، فَيَقُولُ: هَذِهِ قَرْيَةُ ذَلِكَ الرَّجُلِ، ثُمَّ يَسِيرُ حَتَّى يَأْتِيَ الشَّامَ فَيُهْلِكُهُ اللهُ عِنْدَ عَقَبَةِ أَفِيقَ"(4)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو، مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال کے بارے میں باخبر نہ کیا ہو، وہ بائیں آنکھ سے کانا ہے، اور اس کی دائیں آنکھ میں موٹی پھلی ہے، اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی، ایک جنت اور دوسری جہنم۔ اس کی جہنم جنت اور اس کی جنت جہنم ہو گی۔ اس کی ساتھ دو فرشتے ہوں گے، جو دو نبیوں سے مشابہت رکھتے ہوں گے۔ اگر میں چاہوں تو ان دونوں نبیوں کے نام ان کی ولدیت کے ساتھ بیان کر دوں۔ ان دونوں فرشتوں میں سے ایک اس کے دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف ہو گا۔ اور یہ آزمائش ہو گی۔ دجال کہے گا: کیا میں تمہارا رب نہیں؟ میں زندہ کرتا اور مارتا نہیں؟ ایک فرشتہ اس کے جواب میں کہے گا تم نے جھوٹ بولا۔ اس فرشتہ کی آواز سوائے دوسرے فرشتہ کی کوئی نہیں سنے گا۔ دوسرا فرشتہ پہلے فرشتہ کی بات سن کر کہے گا تم نے سچ کہا، لوگ اس فرشتہ کی آواز سنیں گے، اور یہ گمان کریں گے کہ فرشتہ نے دجال کی تصدیق کی ہے۔ یہ بھی ایک آزمائش ہو گی۔ پھر دجال منازل طے کرتا ہوا مدینہ پہنچے گا، لیکن اسے اس شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں

دی جائیگی۔ وہ کہے گا یہ اس شخص (نبی کریم ﷺ) کی بستی ہے۔ پھر وہ شام پہنچے گا تو اللہ اسے افیق کی گھاٹی کے قریب ہلاک کریں گے۔"

مذکورہ بالا روایات دجال کے مقامِ قتل کے بارے میں بظاہر متعارض نظر آتی ہیں، کیونکہ اول الذکر دونوں روایتوں میں اس کا مقامِ قتل بابِ لد جبکہ آخر الذکر میں عقبہ افیق بتایا گیا ہے۔ اسی تعارض کی وجہ سے ان روایات پر خدشات کا اظہار کیا گیا ہے۔

دجال کے قتل کے مقام کی تحقیق:

مذکورہ تعارض کا تحقیقی حل پیش کرنے سے قبل یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اصولی طور پر کسی واقعہ کے محلِ وقوع کے بارے میں دو مقامات کا ذکر موجبِ تعارض نہیں ہوتا، جب تک کہ دونوں مقامات کا اختلاف اور ان کے محل وقوع کا ایک دوسرے سے دور ہونا ثابت نہ ہو جائے۔ چنانچہ کسی واقعہ کے جائے وقوعہ کے طور پر پاکستان اور اسلام آباد، یا کراچی اور ناظم آباد کا نام ظاہر ہے تعارض پیدا نہیں کرتا، لہٰذا ممکن ہے "لد" ایک بڑے خطہ کا نام ہو اور افیق کی گھاٹی اسی خطے میں واقع ہو۔ بہر حال یہ ایک اجمالی جواب ہے۔ دجال کی قتل گاہ کی مزید وضاحت اور مذکورہ تعارض کا تحقیقی حل سامنے لانے کے لئے یہاں "لد" اور "افیق" کے متعلق کچھ تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

"لد" شہر کا محل وقوع:

"لد" ایک قدیم شہر ہے جس کا تذکرہ قدیم کتب میں ملتا ہے، اس کے بارے میں علامہ نووی نے لکھا ہے:

"هو بلدة قريبة من بيت المقدس"[5]

ترجمہ: "یہ بیت المقدس کے قریب ایک شہر ہے۔"

"اردو دائرۃ المعارف" میں ہے:

"لُدّ: فلسطین میں یافا کے جنوب مشرق میں ایک شہر۔

(بائبل کے) عہد نامۂ عتیق (یعنی صرف اخیر کی کتابوں یعنی عزرا ۲:۳۳، نحمیاہ ۳۵:۱۱، ۷:۳۷، اول تواریخ ۸:۱۲) میں ("بنو لُود" اور) "لُود" شہر کے نام سے اور یونانی عہد میں اس کا "لِدّۃ" (Lydda) کے نام سے ذکر آیا ہے۔ یونانی نام (Diospolis) کی وجہ سے جو اسے رومی عہد میں دیا گیا تھا، اس کا قدیم نام لدّہ (Lydda) متروک نہیں ہوا۔ اس کے قائم رہنے میں عہد جدید اعمال، الرسل، ۹:۳۲ نے مدد دی۔ عیسوی تاریخ کی ابتدائی صدیوں میں یہ ایک اہم مقام اور ایک بڑی سلطنت کا پایۂ تخت تھا۔ اس میں بہت قدیم زمانہ سے ربّیوں کا ایک مدرسہ تھا اور یہ ایک

اسقف کا مستقر تھا۔ خاص طور سے یہ سینٹ جارج کی مزعومہ قبر کے لئے مشہور تھا، جس کے اوپر ایک کلیسا بنا دیا گیا تھا۔ فلسطین کے دیگر شہروں کے ساتھ اسے بھی حضرت عمرو بن العاص نے فتح کیا اور کچھ عرصہ بعد یہ سلیمان بن عبد الملک کے لئے عارضی دارالحکومت ہوا، جسے اس کے بھائی خلیفہ ولید (۷۰۵ء تا ۷۱۵ء) نے فلسطین کا عامل مقرر کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے رملہ کو از سرِ نو تعمیر کیا اور اس کے بعد سے لدّہ کا زوال شروع ہوا۔ دسویں صدی میں المقدسی سینٹ جارج کے شاندار کلیسا کا ذکر کرتا ہے، نیز مسلمانوں میں مشہور ایک کہانی بیان کرتا ہے، جو اس قاتل "ثعبان" کی کہانی سے تعلق رکھتی ہے اور جس کی رو سے حضرت مسیح ایک روز کلیسا کے دروازے پر دجال (Anti-Christ) کو قتل کریں گے۔ فاطمی خلیفہ الحاکم (۹۹۶ تا ۱۰۳۰ء) کے زمانہ میں اس کلیسا کو سخت گزند پہنچا۔ مگر اس کے بعد اس کی دوبارہ مرمت اور حسبِ ضرورت تعمیر کرائی گئی۔ صلیبی جنگوں کے دوران میں اس پر پھر سخت زد پڑی اور صورتحال یہ ہوئی کہ یہ ایک شاندار قبر کا منظر پیش کرتا تھا۔ عیسائیوں کا دورِ حکومت شروع ہوا تو لدّہ کو پھر اسقف کی پایگاہ بنا دیا گیا انہوں نے پرانے گرے پڑے گرجے کے بالکل قریب ہی ایک نیا گرجا تعمیر کرایا مگر وہ بھی زمانہ کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ آخر سن ۱۲۳۱ء میں مغلوں کے ہاتھوں یہ شہر پورے طور پر تباہ و برباد ہو گیا، اور اسے پرانی عظمت پھر کبھی حاصل نہ ہو سکی، البتہ دورِ حاضر میں یونانیوں نے کلیسا کو از سرِ نو تعمیر کرایا ہے۔"[6]

وکیپیڈیا میں لد کے بارے میں جو تفصیل ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"لد فلسطین کا قدیم ترین شہر ہے۔ یہ شہر بیت المقدس سے ۳۸ کلو میٹر شمال مغرب میں، یافا سے ۱۶ کلو میٹر جنوب مشرق میں اور رملہ سے ۵ کلو میٹر شمال مشرق میں واقع ہے۔ اسے کنعانیوں نے پانچ ہزار سال قبل مسیح آباد کیا تھا۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ میں اسرائیلی فوج نے اس شہر پر قبضہ کیا اور ۱۹۴۹ء میں یہ شہر اسرائیل کا حصہ قرار پایا۔ جس کے بعد شہر کے اکثر عرب باشندوں کو یہاں سے بے دخل کر دیا گیا۔ فی الوقت یہاں عربوں اور یہودیوں کی مخلوط آبادی ہے۔ ۲۰۱۱ء تک یہاں کی آبادی ۷۰۲۷۰ / افراد پر مشتمل تھی۔ کُل آبادی میں عربوں کا تناسب ایک چوتھائی ہے جس میں گیارہ فیصد عیسائی اور باقی مسلمان ہیں، باقی آبادی یہودیوں کی ہے۔ موجودہ زمانہ میں لد شہر کی جدید تعمیر کے بعد یہ ایک بڑا انڈسٹریل شہر بن چکا ہے، جہاں اشیائے خورد و نوش کے کارخانوں کے

علاوہ، برقی اشیاء اور جنگی جہاز بنانے کے کارخانے بھی ہیں۔ اور اس کے قریب ایک بین الاقوامی ہوائی اڈہ بھی ہے۔ جدید شہر کی تعمیر کے باوجود قدیم شہر اپنی پرانی وضع پر قائم ہے۔ جہاں کے عرب باشندے نہایت کسمپرسی کے عالم میں یہاں زندگی کے ایام گزار رہے ہیں، جنہیں اسرائیلی حکومت کی طرف سے بے دخل کئے جانے کی دھمکیوں کا سامنا ہے۔"(7)

خلاصہ یہ ہے کہ لد فلسطین کا ایک تاریخی شہر ہے جو اس وقت اسرائیل کے زیرِ قبضہ ہے۔

افیق گھاٹی:

افیق کے بارے میں علامہ یاقوت حموی نے "معجم البلدان" میں لکھا ہے:

"اردن کی سرحد سے متصل یہ تقریباً دو میل طویل گھاٹی ہے جس کی دوسری جانب بحیرۂ طبریہ ہے۔"(8)

مذکورہ تفصیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "عَقبۂ افیق" اور "لد" میں بُعدِ مسافت ہے اور یہ دو الگ الگ مقامات کے نام ہیں، کیونکہ "عقبۂ افیق" بحیرۂ طبریہ کے کنارے اردن کی سرحد سے متصل جبکہ "لد" شہر اردن کی سرحد اور بحیرۂ طبریہ سے خاصے فاصلے پر ہے۔ اس تفصیل کے بعد مذکورہ روایات میں تطبیق کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ ممکن ہے مستقبل کا نقشہ کچھ اور ہو، اور آنے والے وقت میں "لد" شہر اور "عَقبۂ افیق" کا اتصال ہو جائے، یا "عَقبۂ افیق" کسی بھی اعتبار سے لد شہر کے لئے "باب" کی حیثیت اختیار کر جائے۔

لد کے بارے میں وکیپیڈیا کے حوالے سے ذکر کردہ تفصیل اس احتمال کی تائید کرتی ہے۔

۲۔ تطبیق کی دوسری صورت وہ ہے جو علامہ ابن کثیر نے پیش کی ہے۔ اس کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجالی لشکر کا ٹکراؤ شروع میں "عقبۂ افیق" پر ہوگا، یہاں لشکرِ دجال کو شکست کا سامنا ہوگا، اور دجال پسپا ہو کر مع لشکر "لد" شہر کی طرف پلٹے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کرتے ہوئے "لد" شہر کے دروازے پر اسے آلیں گے، اور یہیں اُن کے ہاتھوں دجال اپنے انجام کو پہنچے گا۔ سو جن روایات میں اس کا مقامِ قتل "عقبۂ افیق" بتایا گیا ہے ان میں قتل سے مراد دجال کی ہزیمت ہے جو اس کے قتل کا پیش خیمہ ثابت ہوگی، اور جہاں بابِ لد کا ذکر ہے وہاں اس کا حقیقی قتل مراد ہے۔ گویا عقبہ افیق پر اس کے انجام کا آغاز ہوگا اور بابِ لد پر حقیقی انجام۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"ویکون نزول عیسی ابن مریم مسیح الهدیٰ فی أیام المسیح الدجال مسیح الضلالة، علی المنارة الشرقیة بدمشق فیجتمع علیه المؤمنون ویلتف به عباد الله المقتون، فیسیر بهم المسیح عیسی ابن مریم قاصداً نحو الدجال، وقد توجه نحو بیت المقدس فیدرکهم عند عقبة أفیق فینهزم منه الدجال فیلحقه عند مدینة باب لد، فیقتله بحربته"[9]

ترجمہ: ''حضرت عیسی ابن مریم (علیہما السلام) کا نزول دجال کے زمانہ میں دمشق میں مشرقی منارے پر ہوگا۔ان کے نزول کے بعد اہلِ ایمان اور اہلِ تقوی ان کے گرد جمع ہوجائیں گے۔حضرت عیسی علیہ السلام انہیں لے کر دجال کی طرف بیت المقدس کا رخ کریں گے۔عقبہ افیق پر وہ دجال کے لشکر کو جالیں گے۔دجال ہزیمت کھا کر بھاگے گا، حضرت عیسی علیہ السلام اس کا پیچھا کرتے ہوئے بابِ لد پر آپہنچیں گے، اور یہاں اسے اپنے نیزے سے قتل کر دیں گے۔''

علامہ ابن کثیر کی مذکورہ توجیہہ بعض روایات پر مبنی ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری وقت میں دجال اپنے لشکر سمیت عقبہ افیق پر مسلمانوں کے لشکر کا محاصرہ کرے گا۔ دجال کی مافوق الفطرت طاقت اور محاصرے کی شدت انہیں خوفزدہ کئے ہوگی۔بالآخر ایک رات محصورین موت پر بیعت کر کے محاصرین کی جانب پیش قدمی اور محاصرہ توڑنے کا عزم کریں گے۔ بیعت کے عمل کے بعد، اسی رات نمازِ فجر کے وقت حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ ادائیگی نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسی علیہ السلام مسلمانوں سمیت دجالی لشکر کی طرف بڑھیں گے۔دجال حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھ کر مارے خوف کے پگھلنے لگے گا اور پلٹ بھاگے گا۔ حضرت عیسی علیہ السلام اس کا پیچھا کرتے ہوئے اسے جا پہنچیں گے اور اپنا نیزہ اس کے سینے میں گھونپ کر اس کا کام تمام کریں گے۔ متعلقہ روایات درج ذیل ہیں:

۱۔"فَیَفِرُّ الْمُسْلِمُونَ إِلَی جَبَلِ الدُّخَانِ بِالشَّامِ فَیَأْتِیهِمْ، فَیُحَاصِرُهُمْ، فَیَشْتَدُّ حِصَارُهُمْ وَیُجْهِدُهُمْ جَهْدًا شَدِیدًا"[10]

ترجمہ: ''مسلمان شام میں جبلِ دخان کی طرف فرار ہوں گے۔ دجال وہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کرلے گا۔ یہ محاصرہ شدت اختیار کر جائے گا اور وہ انہیں سخت آزمائش سے دوچار کر دے گا۔''

=۲۔ "إنه یطلع من آخر أمره علی بطن الأردن علی ثنیة أفیق، وکل واحد یؤمن بالله والیوم الآخر ببطن الأردن، وإنه یقتل من المسلمین ثلثا ویهزم ثلثا، ویبقی ثلثا، یجن علیهم اللیل فیقول بعض المؤمنین لبعض: ما

تنظرون أن تلحوا بإخوانكم في مرضات ربكم؟ من كان عنده فضل طعام فليعد به على أخيه، وصلوا حتى ينفجر الفجر وعجلوا الصلاة ثم أقبلوا على عدوكم، فلما قاموا يصلون نزل عيسى ابن مريم أمامهم"[11]

ترجمہ: "دجال آخری وقت میں بطنِ اردن میں افیق گھاٹی پر ظاہر ہو گا۔ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والا ہر مومن بطنِ اردن میں ہو گا۔ رات کی تاریکی چھائے گی تو مومن ایک دوسرے سے کہیں گے اپنے رب کی رضاجوئی میں اپنے (شہید) بھائیوں سے جا ملنے میں تمہیں کس کا انتظار ہے؟ اضافی خوراک اپنے دوسرے بھائیوں کو دو اور جلد نمازِ فجر ادا کر کے دشمن کی طرف بڑھو۔ ابھی وہ نماز کے لئے کھڑے ہی ہوں گے کہ عیسیٰ ابن مریم ان کے سامنے نازل ہوں گے۔"

۳۔ "ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيُنَادِي مِنَ السَّحَرِ ، فَيَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَخْرُجُوا إِلَى الْكَذَّابِ الْخَبِيثِ ؟ فَيَقُولُونَ: هَذَا رَجُلٌ جِنِّيٌّ، ... فَإِذَا صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ خَرَجُوا إِلَيْهِ".[12]

ترجمہ: "عیسیٰ ابن مریم نزول کے بعد سحری کے وقت کہیں گے: لوگو! اس کذاب خبیث کی طرف خروج سے تمہیں کیا چیز مانع ہے؟ لوگ کہیں گے یہ تو کوئی دیو ہے۔۔۔ آخر فجر کی نماز کے بعد وہ اس کی طرف خروج کریں گے۔"

٤۔"فيطلبه حتى يدركه بباب لُدّ، فيقتله."[13]

ترجمہ: "حضرت عیسیٰ دجال کا (جو گذشتہ روایت کے بموجب عقبہ افیق پر محاصرہ کئے ہو گا) پیچھا کریں گے یہاں تک کہ اسے بابِ لد پر جالیں گے اور وہاں اسے قتل کر دیں گے۔"

مذکورہ روایات سے واضح ہے کہ دجال کے ساتھ فیصلہ کن جنگ عقبہ افیق پر ہو گی۔ یہاں وہ اہلِ اسلام کا محاصرہ کئے ہو گا۔ محاصرے کو توڑنے اور دجال کے ساتھ برسرِپیکار ہونے کے لئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکلیں گے تو وہ انہیں دیکھ کر اپنے انجام کی بو پالے گا اور جنگ کے بجائے فرار کا راستہ اختیار کرے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کر کے بابِ لد پر اسے قتل کریں گے۔ اس موقع پر روایات میں "تعاقب کرنے اور جا پہنچنے" کے الفاظ یہ واضح کرتے ہیں ہے کہ دجال کا قتل، جائے محاصرہ یعنی عقبہ افیق پر نہیں ہو گا، بلکہ اس سے آگے کہیں (یعنی بابِ لد پر) ہو گا۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ روایت میں مذکور لفظ "بابِ لد" میں باب کے لغوی معنی یعنی دروازہ بھی مراد ہوسکتے ہیں اور مجازاً لد کی طرف جانے والی مرکزی شاہراہ، ہوائی اڈہ یا ریلوے اسٹیشن وغیرہ بھی۔

خلاصۂ بحث:

خلاصہ بحث یہ ہے کہ روایاتِ حدیث میں دجال کے مقامِ قتل کے بارے میں دو مقامات کے ذکر سے جو تعارض پیدا ہوتا نظر آتا ہے اس کے رفع کی درج ذیل تین صورتیں ممکن ہوسکتی ہیں:

۱۔ "لُد" اور "عَقَبۂ افیق" ایک ہی مقام کے نام ہوں، "لُد" وسیع خطہ ہو اور "اَفیق" اس کا ایک حصہ۔ یہ رفعِ تعارض کی امکانی صورت ضرور ہے، لیکن دونوں مقامات کا تحقیقی جائزہ لینے اور ان کا موجودہ نقشہ دیکھنے کے بعد یہ صورت ناقابلِ قبول اور غیر منطبق معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ مستقبل میں "افیق"، "لد" کے لئے کسی بھی اعتبار سے باب کی حیثیت اختیار کرجائے مثلاً لد کو جانے ولی شاہراہ یہاں سے گذرے وغیرہ۔ اس صورت میں لد اور افیق گو الگ الگ مقامات ہوں گے لیکن "بابِ لد" اور "افیق" ایک ہی مقام ہوگا۔

۳۔ "افیق" دجال کی قتل گاہ نہیں بلکہ اس کی پسپائی اور شکست کا مقام ہے۔ دجال یہاں اپنے قاتل پر نظر پڑتے ہی دہشت کا شکار ہوکر پلٹ پڑے گا۔ اور بالآخر باب لد پر قتل ہوگا۔ بنا بر ایں روایات میں عقبہ افیق کو مجازاً دجال کی قتل گاہ قرار دیا گیا ہے، ورنہ حقیقت میں وہ افیق پر نہیں، بابِ لد پر قتل ہوگا۔ روایات کا تفصیلی و تحقیقی جائزہ اسی صورت کی تائید کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مشہور محدّث و مؤرخ علامہ ابن کثیر نے رفعِ تعارض کی یہی صورت اختیار کی ہے۔ اس احتمال کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ روایات میں جہاں کہیں "بابِ لد" کا ذکر ہے وہاں محلِ وقوع کی نشاندہی کے لئے عربی حرف "بـ" (بِباب لد) اور جہاں "عَقَبۂ افیق" کا ذکر ہے وہاں "عند" (عند عقبة أفيق) استعمال ہوا ہے۔ حرفِ "بـــ" عربی میں عام طور پر عینِ جائے وقوع کے لئے استعمال ہوتا ہے، جبکہ "عند" عین جائے وقوعہ کے لئے نہیں بلکہ تقریبی جائے وقوع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ "عَقَبۂ افیق" دجال کی "عین قتل گاہ" نہیں ہے، بلکہ اس کی عین قتل گاہ "بابِ لُد" ہے۔

مصادر و مراجع

(1) محمد ہادی، رسالہ عقیدہ خاتم النبیین، (م، ط، ن۔ د) ص 31۔

(2) نیشاپوری، مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الفتن وأشراط الساعة، (طبع اول) بیروت، دار احیاء التراث العربی، حدیث نمبر 2937، تحقیق وترقیم محمد فواد عبد الباقی۔

(3) مروزی، نعیم، الفتن، حدیث نمبر 1561 (طبع اول)، قاہرہ، مکتبۃ التوحید، 1412ھ، 2/559.

(4) ابن حنبل، احمد، المسند، مسند الانصار، حدیث ابی عبد الرحمن سفینۃ مولی رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر 21929 (طبع اول)، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، 1421ھ، 36/258.

(5) نووی، یحیی، المنہاج شرح صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال (طبع ثانی)، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1392ھ، 18/68.

(6) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، دانش گاہِ پنجاب، (طبع اول)، 1985ء، 18/92.

(7) https://ur.wikipedia.org/wiki/دجال، رسائی کی تاریخ: 18/9/2021

(8) حموی، یاقوت، معجم البلدان، بیروت، دار صادر، 1995ء (طبع ثانی)، 1/233.

(9) ابن کثیر، اسماعیل، النہایۃ فی الفتن والملاحم، بیروت، دار الجیل، 1988ء (ط۔ن)، 1/174.

(10) ابن حنبل: ایضا، مسند جابر بن عبد اللہ، حدیث نمبر 14954.

(11) المتقی الہندی، علی، کنز العمال، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1981 (طبع خامس) حدیث نمبر 38791، 14/314.

(12) ابن حنبل: ایضا، حدیث نمبر 14954، 23/212.

(13) ابن اثیر، مبارک، جامع الاصول فی احادیث الرسول (طبع اول)، بیروت، دار البیان، 1972ء، حدیث نمبر 7840، 10/341.